حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی دہلویؒ

مولانا نسیم احمد فریدی امروہی

حکمتِ عملی اور آدابِ معاشرہ کی تعلیم

حضرت محدث دہلویؒ ارقام فرماتے ہیں کہ "حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ اس فقیر کو اپنی مجلس مبارک میں، حکمتِ عملی اور آدابِ معاشرت کی بھی بہت کچھ تعلیم دیتے رہتے تھے۔ اس سلسلہ کی چند باتیں جو میرے حافظے میں باقی رہ گئی ہیں یہ ہیں"۔

(۱) فرمایا ــــ کہ اپنی مجلس میں کسی قوم کی (یا کسی علاقے کے لوگوں کی) ہرگز برائی نہ کرنا کہ پورب والے ایسے ہوتے ہیں اور پنجاب والے ویسے ہوتے ہیں۔ افغانوں میں یہ عیب ہے اور مغلوں میں یہ خرابی ہے ــــ ممکن ہے کہ تمہاری مجلس میں اُس قوم یا علاقے کا یا اُن کا حمایت کنندہ کوئی موجود ہو ــ اس کو یہ بات ناگوار گزرے گی اور مجلس مکدر ہو جائے گی۔

(۲) فرمایا کرتے تھے کہ (خواہ مخواہ اور بلا ضرورت) ہرگز کوئی ایسی بات مجلس عام میں زبان پر نہ لانا جو "مخالفِ جمہور" ہو، اگرچہ وہ فی نفسہٖ صحیح ہو، کیونکہ لوگ (ایک دم) اس بات کا انکار کر دیں گے اور تکدر پیدا ہو جائے گا۔

(۳) فرماتے تھے ــــ کہ مجلس عام میں کسی خاص شخص کا نام لے کر اعتراض اور ردِ صریح نہ کیا جائے (عام بات بغیر نام کے ہو)۔

(۴) فرمایا کرتے تھے کہ انسان کا لباس اس کے امتیاز و کمال پر اطلاع دینے والا ہونا چاہیئے۔ اگر وہ عالم ہے تو علماء کا سا لباس پہنے اور ان کی سی زندگی بسر کرے اور درویش ہے

تو لباس درویشی زیب تن کرے اور درویشوں کی طرح زندگی گزارے۔

(۵) فرماتے تھے کہ عیادت و بیمار پرسی کا مقصدِ اعظم یہ ہے کہ مریض کو (تمہارے اس طرزِ عمل سے) خوشی حاصل ہو۔ مقصد یہ نہیں ہے کہ فقط اس کے مزاج کی کیفیت معلوم ہو جائے۔ لہٰذا جب کوئی کسی مریض کی عیادت کا قصد کرے تو ایسا نہ ہونا چاہیئے کہ مریض کو تو اطلاع نہ ہو اور وہ بالا ہی بالا کسی سے کیفیتِ مزاج معلوم کر کے واپس ہو جائے ایسا کرنے سے مقصد فوت ہوتا ہے۔ یہی حال تعزیت کا ہے اور یہی حیثیت سفارش کی ہے۔ ان دونوں میں بھی ایسا ہونا چاہیئے کہ جس کو تسلی دینا ہے اس کو (تعزیت نامہ یا آمد کے ذریعے) اپنے جذبۂ ہمدردی سے مطلع کرو۔ اور جس کی سفارش کی ہے اس کو بھی مطلع کر دیا جائے کہ تمہاری سفارش کر دی گئی ہے۔ فرماتے تھے کہ جن جن امور میں "اقامتِ مصلحت و موافقت" کو اور آپس میں انسانوں کے دل جوڑنے اور محبت پیدا ہونے کو مدنظر اور ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اُن سب معاملات میں ایسا ہی ہونا چاہیئے کہ صاحبِ معاملہ کو اپنے کام سے مطلع کر دیا جائے۔

(۶) فرماتے تھے کہ اگر وہ لوگ جو (بظاہر) مرتبے میں تم سے کم ہیں اور (محض محبتِ دینی کی بنا پر) تم کو سلام کرنے میں ابتدا کرتے ہیں، تم اس بات کو اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت سمجھو اور اللہ کا شکر بجالانا — ایسے لوگوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آنا — اور ان کے حال اور مزاج کو دریافت کرنا۔ بسا اوقات تمہارا ادنیٰ التفات جس کی تمہارے نزدیک کوئی حیثیت نہیں عوام کی نظر میں بڑی چیز بن جاتا ہے اور وہ اس التفات کو بڑی حیثیت دیتے ہیں۔ اگر وہ اپنی طرف تمہارا ادنیٰ التفات بھی نہ دیکھیں گے تو بہت رنجیدہ ہوں گے ؎

صد ملکِ دل بہ نیم نگہ میتواں خرید،
خوباں دریں معاملہ تقصیر می کنند

یعنی سینکڑوں ملکِ دل ایک ادنیٰ التفات کے عوض خریدے جا سکتے ہیں۔ اس معاملے میں خوبانِ زمانہ بہت کوتاہی کر رہے ہیں (کہ ادنیٰ التفات کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے اور اتنا بڑا نفع نظرانداز کر رہے ہیں)۔

(۷) فرماتے تھے — کہ یہ بات احمقانہ ہے کہ لباس و طعام وغیرہ میں کسی مخصوص چیز کی

عادت ڈال لی جائے (جب تک وہ مخصوص ومتعین شے دملے اُس وقت تک چین نہ آئے)۔

(۸) فرمایا — بعض دوست ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی محبت ذاتی ہوتی ہے کہ جب بتدریج تمہاری محبت اُن کے دل میں جاگزیں ہوجائے گی پھر کسی حال میں وہ محبت ان کے دل سے باہر نہ ہوگی، نہ مفلسی میں نہ خوشحالی میں — ایسے دوست کو غنیمت شمار کرنا اور اپنے فرزند سے بھی بہتر سمجھنا — بعض دوست ایسے ہوتے ہیں کہ تمہاری کسی فضیلت کے ظہور کی وجہ سے یا کسی غرض سے محبت رکھتے ہیں ان کو اُن کے مقام پر رکھنا چاہئیے۔ غرضکہ سب کو ایک درجے میں نہ رکھا جائے اور کسی شخص پر اس کے مرتبے سے زیادہ اعتماد نہ کیا جائے۔

(۹) فرماتے تھے کہ "کارِ عاقلاں وحکیماں" یہ ہے کہ کسی چیز سے فقط لذت حاصل کرلینا مقصود نہ ہو بلکہ اس لذت کے ضمن میں دفعِ ضرورت یا اقامتِ فضیلت ملحوظ ہو یا ادائے سنت کی نیت ہو۔

(۱۰) فرماتے تھے کہ بات کرنے میں، چلنے پھرنے میں اور اُٹھنے بیٹھنے میں قوی لوگوں کا انداز اختیار کرنا چاہیئے۔ اگرچہ تم (قدرے) ضعیف ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی معیوب بات یا بزدلی یا بُخل اتفاقاً تم سے صادر ہو جائے تو اس کے چھپانے میں حتی الامکان کوشش کرنا اور اس سے شرمندہ رہنا اور بہ تکلف اس کے مقابل کی اچھی صفت کا مظاہرہ کرنا — ایسا نہ ہو کہ نفس کو کوتاہی وتقصیر کی عادت وخو پڑ جائے۔

دو رباعیاں — حضرت شاہ صاحبؒ ارقام فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت والد ماجدؒ متصل نمازِ ظہر میری طرف متوجہ ہوئے اور فی البدیہہ یہ رُباعی فرمائی۔

گر تو راہِ حق بخواہی اے پسر — خاطرِ کس را مرنجاں الحذر
در طریقت رکنِ اعظم رحمت است — ایں چنیں فرمود آں خیر البشرؐ

(اے بیٹے اگر تو راہِ حق اختیار کرنا چاہتا ہے تو کسی کے دل کو ہرگز مت ستانا۔ رحمدلی طریقت میں رکنِ اعظم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رحمدلی کی بہت کچھ تعلیم وتلقین فرمائی ہے)۔

اس رباعی کے متعلق فرمایا کہ دوات وقلم لاؤ اور اس کو لکھ لو۔ اللہ تعالیٰ نے اس

مضمون کا میرے دل میں القاء فرمایا ہے تاکہ اس کی تم کو نصیحت کروں۔ پھر فرمایا کہ نصیحت آمیز رباعی اللہ کی بڑی نعمت ہے اس کا بھی شکر لازم ہے۔

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کے انفاس نفیسہ میں یہ رُباعی بھی ہے۔

اے کہ نعمتہائے تو از حد فزوں شکرِ نعمتہائے تو از حد بروں

عجز از شکرِ تو باشد شکرِ ما گر بود فضلِ تو مارا رہنموں

(اے وہ ذات کہ تیری نعمتیں جس طرح حد سے زیادہ ہیں۔ تیری نعمتوں کا شکر یہ بھی حدِ امکان سے باہر ہے — لہٰذا تیرے شکر سے عاجز ہونے کا اقرار کرلینا ہی تیرا شکر ہے مگر یہ اقرار عجز بھی اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ تیرا فضل و کرم ہماری رہنمائی کرے اور ہمارے شاملِ حال ہو)۔

مسلک فقہی — حضرت محدث دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ایشانؒ اکثر و بیشتر امور میں تو موافقِ مذہبِ حنفی عمل کرتے تھے البتہ بعض باتوں میں حسبِ حدیث یا حسبِ وجدان کسی دوسرے مسلکِ فقہ کو ترجیح دیتے تھے۔

نسبتہائے طرق — حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ایشانؒ کی زبان سے بارہا خلوت میں یہ سُنا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے جو نسبت ہم نے پائی ہے وہ صاف تر اور باریک تر ہے۔ اور حضرت خواجہ نقشبندؒ سے جو نسبت ہمیں ملی ہے وہ غالب تر اور مؤثر تر ہے۔ اور وہ نسبت جو کہ خواجہ معین الدین چشتیؒ سے ہم نے حاصل کی ہے وہ عشق سے نزدیک تر اور تاثیرِ اسماء، اور صفائے قلب سے قریب تر ہے۔

بے ہمہ و با ہمہ — ایک مخلص نے حضرت ایشانؒ سے دریافت کیا کہ عام لوگوں کے درمیان کس طرح زندگی بسر کرنا چاہیئے۔ فرمایا اس طرح رہو کہ جیسے تم بھی ان میں سے ایک ہو، اپنے کو ان سے بڑا اور ممتاز نہ سمجھو — پھر اس نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا کیا طریقہ ہے۔ اس کے جواب میں یہ آیت پڑھی رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ الآیہ (یہ سورۂ نور کی ایک آیت ہے جس میں دیندار تاجروں کی حضرت حق جل مجدہٗ نے تعریف فرمائی ہے اور جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ

تجارتی کاروبار اور جائز اشغال میں مشغول رہ کر بھی انسان وصول الی اللہ کی دولت ونعمت حاصل کرسکتا ہے ترکِ دنیا کی چنداں ضرورت نہیں)۔

ایک لطیفہ۔ حضرت ایشاں ایک مرتبہ کئی رفقاء کے ہمراہ سفر کررہے تھے۔ بہلی ایک تھی اور سب اس بہلی پر نوبت بہ نوبت سوار ہوتے تھے۔ ایک رفیق اثناء راہ میں اپنی باری سے زیادہ سوار ہوا۔ حضرت ایشان ؒ نے (جو غالبًا پیدل چل رہے تھے) ایک شخص سے فرمایا کہ بہلی کے سواروں سے دریافت کرو کہ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (انصاف کرو۔ انصاف تقوٰی اور پرہیزگاری سے بہت قریب ہے) یہ آیت کس بارے میں ہے؟ شیخ بدرالحق پہلتی ؒ مقصدِ کلام سمجھ گئے اور برجستہ ویسے ساختہ عرض کیا کہ سیپارہ یعتذرون اسی آیت کے بعد شروع ہوتا ہے۔ (سیپارۂ یعتذرون کا ذکر کرنے سے جواب میں ایک علمی لطافت پیدا ہوگئی اور عمدہ طریقے پر عذرخواہی بھی ہوگئی)۔

حضرت شیخ اکبرؒ کی تعظیم وتکریم حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی ؒ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ؒ کی بہت تعظیم کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ "میں اگر چاہوں تو فصوص الحکم کی برسرِ منبر تقریر کروں اور اس کے تمام مسائل کو آیات احادیث کے موافق ثابت کروں اور اس طرح بیان کروں کہ کسی کو کوئی شبہ نہ رہے" البتہ وحدتِ وجود کی تصریحات سے پرہیز فرماتے تھے، کیونکہ اکثر اہلِ زمانہ اس مسئلہ کو پوری طرح نہ سمجھ سکیں گے اور ورطۂ الحاد و زندقہ میں پڑجائیں گے۔

چند ملفوظات شیخ محمد بدرالحق پہلتی ؒ نے حضرت شاہ عبدالرحیم ؒ کے ملفوظات جمع کئے ہیں جو انفاسِ رحیمیہ کے آخر میں درج ہیں ان میں سے چند یہاں پیش کرتا ہوں:۔

فرمایا۔ سالک کو چاہیئے کہ رات دن ذکر کا اہتمام رکھے۔ طالبِ حق کو چاہیئے کہ نمازِ فجر سے لے کر اشراق تک مراقبہ میں بیٹھے اور مراقبے کے بعد اس وقت تک کسی سے گفتگو نہ کرے جب تک نمازِ اشراق نہ پڑھ لے۔ اور جب آدھی رات ہوجائے نمازِ تہجد ادا کرے اور فجر تک مراقبہ میں رہے۔ جب نیند غلبہ کرے پانی اپنے منہ پر چھڑک لے

تاکہ نیند دور ہو جائے، اس مبارک وقت میں فتوحاتِ غیبی کا بہت کچھ ظہور ہوتا۔ اور بہت کچھ کشادگی محسوس ہوتی ہے۔ خصوصاً شبِ جمعہ کہ بہت ہی فضیلت رکھتی ـ

فرمایا ــ جب کسی درویش کی صحبت میں جائے اور اس سے متاثر ہو تو اس تا: کو اپنے پیر و مرشد کا فیض سمجھے کہ یہ قابلیت ان کی نظر سے پیدا ہوئی ہے ۔

فرمایا ــ اگر کسی طالب پر کسی درویشِ کامل نے ایک بار بھی توجہ کر دی ہے اور قید ہستی سے آزاد کر دیا ہے تو بھی ایک اس کو عمر بھر کے لئے کافی ہو گی بشرطیکہ مشغول بحق رہے ۔ یہ (خوش قسمت) طالب اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس کا کام پور نہ ہو جائے گا ۔

فرمایا ــ طالبِ حق اگر بیگانوں کی صحبت میں کبھی چلا جائے تو تھوڑی دیر سے زیادہ نہ بیٹھے ۔

فرمایا ــ عاشقِ صادق کو اس بات کی کوشش کرنا چاہیئے کہ قبر میں جانے تک اپنی عمر کو یادِ مولیٰ میں صرف کرے ۔ (اور اس کام میں لگا رہے) یہ بات دل میں نہ لائے کہ اس کام سے جلد فارغ ہو جاؤں، جلد بازی کرے گا تو یہ راستہ اس پر کچھ بھی نہ کھلے گا ــ بلکہ نظر کو حصول اور عدم حصول سے بھی ہٹالے ۔ کمالِ حصول اسی کو جانے کہ حق تعالیٰ نے اپنی یاد کی توفیق عنایت فرمادی ہے۔ حصول کار اسی بات پر موقوف ہے۔ جب ہمت و توجہ درست ہو گئی تو پھر کام بھی مقصود سے وابستہ ہو جائے گا ۔ اگر کیفیتِ قبض (قلب میں) پیدا ہو تو ناامید نہ ہو بلکہ بدستور جد و جہد میں رہے اور شکر کرتا رہے، اگر سالہا سال بھی قبض کی کیفیت رہے تب بھی ناامید نہ ہو۔ کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ (اس استقامت کی برکت سے) ایک مرتبہ ہی ایسا بسط عنایت فرمادے کہ جو دولت ونعمت سالہا سال میں حاصل نہ ہوتی وہ ایک لمحے میں حاصل ہو جائے ــ غرضکہ اپنے کام کو اچھے طریقے سے انجام دے کر اس دنیا سے جائے ۔

فرمایا ــ طالب کو چاہیئے کہ ہر حال میں انتظارِ جمالِ محبوبِ حقیقی کرے اور کسی لمحہ فکر سے غافل نہ ہو یہاں تک کہ یک بیک اس کا باطن، مثلِ چراغ روشن ہو جائے ا

ہستی باقی نہ رہے۔ ہر وقت اپنے آپ کو مبتدی سمجھے۔ اور اشغال میں اس طرح جدوجہد کرے گویا کہ اسی وقت مرشد نے ارشاد فرمائے ہیں ۔۔ یا د حق میں اپنے جگر کو کباب کر دے اور جس جگہ قیام ہو اپنی عمر کا خاتمہ اسی جگہ جانے اور اس جگہ سے کسی دوسری جگہ (مستقل طور پر) منتقل ہونے کا خیال منقطع کر دے۔ موت کو حاضر جانے تاکہ "مرنے سے پہلے مرجاؤ" والا خاص مقام حاصل ہو۔۔ پرانی قبروں کا دھیان کرے اور عبرت حاصل کرے کہ ایک دن میرا حال بھی ایسا ہی ہو جائے گا۔ میں بھی قبر میں پہنچ جاؤں گا۔ اور سمجھے کہ میری عمر (فرض کرو) پچاس سال باقی رہ گئی ہے تو وہ بھی ہوا کی طرح گزر جائے گی۔

اگر کوئی تجھ پر غصہ کرے تو اپنے حال پر غور کر، اگر اپنے اندر ترکِ دُنیا اور ترکِ جاہ و عزت پاتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں، سمجھ لے کہ ایسی حالت میں کوئی چیز ضرر نہیں پہنچائے گی اور کسی کا غصہ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ اور اگر اپنے اندر دنیا کی طرف میلان محسوس کرے تو جان لے کہ ہر چیز ضرر پہنچا سکتی ہے۔ بلکہ دنیا کی طرف میلان ہونا ہی ایک مستقل ضرر ہے دل کا دنیا میں پھنسنا اور اہلِ دنیا سے محبت کرنا اس سے زیادہ کوئی ضرر نہیں۔

اگر مخلوق (خواہ مخواہ) اظہارِ نفرت کرے تو خوش ہونا چاہیئے کہ مردودِ خلق، مقبولِ حق ہو جاتا ہے۔ اور یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لے کہ اگر لوگ بنظرِ حقارت دیکھتے ہیں تو یہ حقارت کا معاملہ چند روز سے زیادہ کا نہیں ہے۔۔ اس جہان کی عزت کے لئے اُس جہان کا کام جس سے ہمیشہ واسطہ پڑتا ہے ۔۔ برباد نہیں کرنا چاہیئے۔

اس بات پر بھی یقین رکھ کہ ہدایت وضلالت، از جانب خدا ہے۔ حق تعالیٰ کے سوا کسی کی خواہش و آرزو سے یہ دونوں امر نہیں ہوتے ۔۔ آخر اس جہان سے گزرنا ہے اور اس جہان کو چھوڑنا ہے۔ جس چیز کو اضطرار و مجبوری کے ساتھ کل چھوڑے گا۔ بہتر یہی ہے کہ اس کو آج اپنے اختیار سے چھوڑ دے۔

تو اگر کسی کی طرف سے کوئی تکلیف اٹھائے تو اس کے حق میں دُعائے بد نہ کر بلکہ صرف اپنی جمعیت و عافیت کو اللہ سے طلب کر، اب آگے کو خواہ حق تعالیٰ اس موذی کو مبتلائے مصیبت کر دے یا توفیق نیک بخش دے بس اللہ تعالیٰ کے اوپر چھوڑ دے۔ جو لوگ دل کے

اندھے اور طریقِ اہل اللہ کے منکر ہیں ان کی صحبت میں نہ بیٹھنا ۔ ان کی صحبت سے پرہیز کرتا۔ (طالبِ حق کو چاہیئے کہ) کسی مسلمان کو اپنے سے کم درجہ نہ سمجھے شاید حق تعالیٰ اس کو آخر میں توفیقِ نیک دے دے بلکہ کافر شخص کو بھی (انجام پر نظر کرتے ہوئے) بُرا سمجھے اس سئے کہ اس کا احتمال و امکان ہے کہ وہ دُنیا سے مسلمان ہو کر انتقال کرے او خاتمہ بخیر ہو جائے۔

بزرگانِ سلف کے کمالات صرف پیشِ عوام بیان کرنے میں مشغول نہ رہے بلکہ اپنے اندر بھی ایک حال پیدا کرنے کی کوشش کرے ۔ مطالعۂ احوالِ بزرگان میں یہی منفعت ہے کہ خود بھی جدوجہد کرنے لگے تاکہ بزرگوں والی کیفیت اللہ تعالیٰ اس کو بھی عنایت فرما دے ۔ فقط یہ نہ ہو کہ اپنی مفاخرت کے لئے ان بزرگوں کا افسانہ بیان کیا جائے ۔ صرف افسانہ گوئی سے کام نہیں چلے گا۔

اگر کوئی نماز اتفاق سے قضا ہوگئی تو جب تک اس کو ادا نہ کر لے کسی کام میں مشغول نہ ہو۔ کیونکہ نماز ادا کیے بغیر کسی کام میں مشغول ہونا نحوست کی بات ہے۔

دلِ سالک پر جو کچھ عالمِ ملکوت سے ظاہر ہو وہ کسی پر ظاہر نہ کرے ۔ اپنے ابنائے جنس کے علاوہ کوئی شخص اپنے کو دوست ظاہر کرے تو اس پر کلیۃً مائل و مفتون نہ ہو جائے اس لئے کہ اہلِ دنیا مکار ہوتے ہیں ۔ جب تک کسی کو صادق نہ پائے اور کفش بردار اہل اللہ نیز فرمانبردار اہل اللہ نہ دیکھ لے اس وقت تک کسی سے اپنا راز ظاہر نہ کرے ۔

اصلِ کار یہ ہے کہ اپنا اختیار درمیان سے اُٹھا کر اپنے آپ کو اہل اللہ کے سپرد کر دے تا مقصود حاصل ہو جائے ورنہ مقصود ہرگز حاصل نہ ہو گا ۔ اپنے آپ کو بس یک کا کر دے در دُو جگہ سے نیت استفاضہ نہ رکھے ورنہ کسی جگہ سے بھی فیض نہ پہنچے گا ۔

(الفرقان)